(Yeshiva University) نے، جو بالائی مین ہٹن میں ہے، آٹھ بسوں کا بندوبست کیا ہے۔اس ریلی کا یہودی رنگ اور کردار ایک ایسی حقیقت ہے جسے اسے منظّم کرنے والوں نے یروشلم پوسٹ سے اپنی بات چیت میں مسلسل تسلیم کیا ہے۔''...... گال بیکر مین مزید لکھتے ہیں:

''اس اتحاد کا دوسرا شدت سے محسوس ہونے والا پہلو بڑے افریقی۔امریکی گروپوں کی اس میں عدم موجودگی ہے۔ان میں نیشنل ایسوسی ایشن فار دی ایڈوانس منٹ آف کلرڈ پیپل

(National Association for the Advancement of Colored People)

یا افریقی ایکشن (Africa Action) جیسا بڑا لابی گروپ شامل ہیں۔ان دونوں گروپوں کے نمائندوں سے جب اس صورت حال پر اظہار خیال کے لیے کہا گیا تو انہوں نے بتایا کہ ریلی کی تشہیر تو کر رہے ہیں مگر اس اتحاد کا حصہ نہیں بنے ہیں نہ انہوں نے اظہار یکجہتی کے لیے دارفور بچاؤ تحریک کے مقاصد پر مبنی اعلامیہ پر دستخط کیے ہیں۔اس اتحاد کی ابتداء ۲۰۰۴ء کے موسم بہار میں نسل کشی کے حوالے سے دیے جانے والے ایک انتباہ سے ہوئی۔اپنی نوعیت کی یہ پہلی کارروائی تھی جو یونائیٹڈ اسٹیٹس ہولوکاسٹ میوزیم (United States Holocaust Museum) کی جانب سے کی گئی۔اس پر امریکن جیوش ورلڈ سروس (American Jewish World Service) کی طرف سے ایک ہنگامی اجلاس کا اہتمام کیا گیا۔یہ ورلڈ سروس ایک تنظیم ہے جو یہودی امن کور کے طور پر کام کرتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انسانی حقوق اور انسانیت سے متعلق مختلف معاملات کے لیے ایڈووکیسی گروپ کی حیثیت سے سرگرم رہتی ہے۔اس اجلاس نے، جس میں متعدد امریکی یہودی تنظیموں اور چند دوسرے مذہبی گروپوں نے شرکت کی، طے کیا کہ مشترکہ اصولوں پر مبنی اعلامیہ کی بنیاد پر ایک اتحاد تشکیل دیا جائے گا۔ایک سال کی منصوبہ بندی کے بعد، جس میں اس بات پر غور کیا گیا کہ دارفور میں جاری نسل کشی کے بارے میں لوگوں میں بیداری کیسے پیدا کی جائے، اتحاد نے واشنگٹن کی اس ریلی کے انعقاد کا فیصلہ کیا۔یہ منصوبہ بندی ۲۰۰۵ء کے موسم خزاں میں شروع ہوئی تھی۔اس اتحاد کے ڈائرکٹر، یا خود اپنی ترجیح کے مطابق کوآرڈی نیٹر، ڈیوڈ روبنس ٹین اس حوالے سے کہ اس اتحاد کا آغاز کرنے والے گروپ یہودی تھے، کہتے ہیں کہ ''اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں کہ ان کے کھاتوں میں یہودی تنظیموں کی کثرت ہے کیونکہ یہودی برادری ان معاملات میں غیر

معمولی طور پر ردِعمل ظاہر کرنے والی ہے۔''

گال بیکر مین بتاتے ہیں کہ اس ریلی کے انتظامات میں پیش پیش رہنے والی امریکن جیوش ورلڈ سروس کی صدر رتھ میسنگر کے یہ الفاظ اسی جذبے کا اظہار ہیں کہ ''یہودی برادری روانڈا کے معاملے میں اپنا کردار ادا کرنے میں شاید عام لوگوں کی نسبت تاخیر کی زیادہ مجرم ہے...اور اب ایک اور نسل کشی اس کے سامنے ہے۔ میرا خیال ہے کہ لوگوں نے اب یہ سمجھنا شروع کر دیا ہے کہ ہم ''کبھی نہیں'' کے لفظ کے ساتھ تمسخر کر رہے ہیں۔'' بیکر مین اپنی رپورٹ کے اختتام پر لکھتے ہیں کہ ''اس کے باوجود اب بھی ایسے نکتہ چیں موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ اس معاملے میں یہودیوں کا اتنا زیادہ ملوّث ہونا دوسرے گروپوں کو اس میں شرکت سے روک سکتا ہے۔'' وہ مزید کہتے ہیں کہ ''یہ حقیقت کہ دارفور میں جارحیت کا ارتکاب کرنے والے عرب مسلمان ہیں جن کی مدد عرب لیگ کی حمایت رکھنے والی خرطوم کی حکومت کی جانب سے کی جا رہی ہے ...اگرچہ یہ بات تسلیم کی جانی چاہیے کہ تشدد کا نشانہ بننے والے بھی زیادہ تر مسلمان ہی ہیں...کچھ لوگوں کے ذہنوں میں ریلی کے انعقاد کے لیے سرگرم بعض یہودی تنظیموں کے اصل مقاصد کے بارے میں سوالات پیدا کر رہی ہے[1]۔''

انسانی حقوق کا نعرہ - سامراجی طاقتوں کا نیا ہتھیار

یروشلم پوسٹ کی اس رپورٹ سے واضح ہے کہ دارفور کے معاملے کو خانہ جنگی سے بڑھا کر نسل کشی تک پہنچانے کے لیے یہودی کیسی سرتوڑ کوششیں کرتے رہے ہیں۔ یہ وہ تحریر ہے جس نے پروفیسر محمود مام دانی جیسے محقق پر اس حقیقت کو منکشف کرنے میں سب سے اہم کردار ادا کیا کہ یہودی دارفور کے تنازع میں اپنے سیاسی مفادات کے لیے غیر معمولی دلچسپی لے رہے ہیں۔ بوسٹن گلوب میں شائع ہونے والے ان کے جس انٹرویو کے بعض مندرجات اوپر پیش کیے گئے ہیں، امریکی صہیونی لابی کی حکمت عملی کو سمجھنے کے لیے اب اس کے کچھ مزید منتخب حصے ملاحظہ فرمائیے۔ محمود مام دانی عراق اور دارفور میں امریکی صہیونی لابی کے متضاد رویوں کے حوالے سے کہتے ہیں:

۱۔ بحوالہ: http://www.jpost.com/servlet/Satellite?cid=1145961241838&pagename=JPost%2FJPArticle%2FPrinter